سے معاصرین ان پر اعتماد کرتے تھے۔ حافظ صاحب نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی ایک تقریر میں ہشام بن عمرو کو ہشام کہہ دیا تھا اس پر مرحوم نے انہیں ان کے گھر جا کر بتایا کہ ہشام کو زبر کے ساتھ نہیں زیر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے (بحوالہ ترجمان القرآن، اپریل ۲۰۰۸ء، ص ۹۳ تا ۹۶)

مرحوم کو ان کی کتابوں پر صدارتی ایوارڈ بھی ملے، مگر انہوں نے "ایوارڈ" کو اپنے لیے کبھی اعزاز نہ سمجھا۔ یہ واقعی ان کا بڑا پن تھا۔ ورنہ ہم نے تو بعض لوگوں کو نہ صرف ایوارڈ لینے کے لئے سیرت نگار بنتے دیکھا ہے۔ بلکہ اس ضمن میں بار ہا میرٹ کا قتل ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ مرحوم کی آخری کتاب آنحضرت ﷺ کے "خادمان خاص" کے موضوع پر بتائی جاتی ہے۔ جو اب ظاہر ہے کہ ان کی وفات کے بعد شائع ہوگی۔ چند اہم کتابوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ رحمت دارین ﷺ (سیرت کے موضوع پر اہم کتاب ہے)
۲۔ یہ تیرے پُراسرار بندے، (اس میں آنحضرت ﷺ کے ۸۱ صحابہ اور ۳۰ مشاہیر کا اکٹھا بیان ہے)
۳۔ رحمت دارین ﷺ کے سو شیدائی (اس میں ۱۱۰ صحابہ کے حالات درج ہیں)
۴۔ تذکار صحابیات، (دور رسالت مآب ﷺ کی مومن عورتوں کے تذکرے پر مشتمل ہے)
۵۔ حبیب کبریا ﷺ کے تین سو اصحاب
۶۔ فوز وسعادت کے ایک سو پچاس چراغ (یہ بھی صحابہ کے حالات پر مشتمل ہے)
۷۔ چالیس جانثار ۸۔ پچاس صحابہ ۹۔ ستر ستارے

ان کے علاوہ بھی متعدد موضوعات مثلاً اولیائے کرام اور تاریخی شخصیات پر ہاشمی صاحب نے بہت کچھ لکھا ہے ہم سمجھتے ہیں یہ سارا تصنیفی کام ان کے لیے ایصال ثواب کا اہم ذریعہ ثابت ہوگا۔

انا نحن نحی الموتی ونکتب ما قدموا واٰثارھم وکل شیء احصینٰہ فی امام مبین. (یٰسین:۱۲)

بے شک ہم ہی ہیں، جو مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ اور ہم وہ سب کچھ لکھ رہے ہیں، جو (تصنیفات و اعمال) وہ آگے بھیج چکے ہیں، اور ان کے اثرات و نتائج (جو پیچھے رہ گئے ہیں۔) اور ہم نے ہر چیز کو روشن کتاب میں محفوظ کر رکھا ہے۔

خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت اور اصحاب رسول ﷺ کے قرب میں جگہ رحمت فرمائے (آمین)

آہ! پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمدؒ

پاکستان کے معروف مذہبی دانشور، ملت اسلامیہ کے روحانی پیشوا، عصر حاضر کے ولی کامل سینکڑوں کتابوں، رسالوں، مقالوں اور مضامین کے محرر، بلند پایہ محقق، صاحب طرز ادیب اور انشا پرداز پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد ۲۸ اپریل ۲۰۰۸ء بروز پیر اچانک ہم سے جدا ہو گئے۔ اور اپنے ہزاروں چاہنے والوں کو سوگوار چھوڑ گئے۔ وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ ان کے فرزند دلبند صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد نے پڑھائی۔ جبکہ دعائے اجتماعی مولانا پیر فضل الرحمن مجددی نے کرائی۔ ان کے جنازے میں اکثر علماء ومشائخ اور صالح کردار کے حامل افراد کی کثرت دیکھ کر مرحوم کی روحانیت اور پاکیزگی کردار کا بخوبی اندازہ ہوا۔ نماز جنازہ، شاہراہ قائدین کے ساتھ والے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ انتقال کے وقت مرحوم ۷۹ برس کے تھے۔ مگر دم واپسیں تک ان کے معمولات یومیہ میں کوئی فرق نہ آیا..........

ڈاکٹر صاحب ۱۹۳۰ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آئے۔ ۱۹۵۲ء میں لاہور سے میٹرک کیا، ۱۹۵۸ء میں پنجاب یونی ورسٹی سے اردو میں ایم اے کیا۔ اور اپنے سبجیکٹ میں اول پوزیشن حاصل کی جس کے صلے میں گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے گولڈ میڈل اور وائس چانسلر کی طرف سے سلور میڈل دیا گیا۔

"اردو میں قرآنی تراجم وتفاسیر" کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا۔ جس پر ۱۹۷۱ء میں انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا گیا۔ اس تحقیقی مقالے میں ۴۰۰ سے زائد اردو تراجم وتفاسیر کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اور مقدمے میں پچاس سے زیادہ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر کا محققانہ انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا یہ غیر مطبوعہ مقالہ راقم الحروف کو انکی فرمائش پر دکھایا تھا۔

ڈاکٹر صاحب اہلسنت کی نابغۂ روزگار ہستی تھے۔ جنکی نظیر ملنا واقعی مشکل ہے۔ اور یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تحریر اتنی شائستہ، شستہ اور پر تاثیر ہے کہ جو بھی اسے ایک بار پڑھ لے وہ اسے کبھی بھلا نہ سکے گا۔ ہزاروں زندگیاں صرف انکی تحریرات کے اثر سے سنور گئیں۔ جو شخص اتنی خوبصورت، موثر اور روشن تحریریں لکھتا ہو، وہ خود کتنا روشن ضمیر ہوگا۔ اس کا یقین ہر اس شخص کو ہے، جس نے انہیں دیکھا اور ان سے ملا ہے۔ ڈاکٹر صاحب "ماہر رضویات" کے لقب سے معروف ہوئے، بلکہ یہی لقب ان کی پہچان بنا، مگر وہ ایک معتدل مزاج مصنف اور محقق تھے۔ گو مسلکاً بریلوی تھے مگر عام بریلویوں سے بالکل ہٹ کر۔ گزشتہ پندرہ بیس سالوں سے انہوں نے اپنی تحریرات کا مرکز ومحور قرآن اور صاحب قرآن کو بنالیا تھا۔ اور اس حوالے

سے متعدد کتب و رسائل بھی تحریر فرما چکے تھے۔ اور اب یہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ روحانی اقدار میں وہ سلف کا معیاری نمونہ تھے۔ ان کے پاس بیٹھ کر دلوں کو سکون ملتا تھا۔ بڑے وضع دار آدمی تھے۔ اور مہمان نواز بھی بڑے تھے۔ راقم الحروف کو کئی بار انکی مہمانی کا شرف حاصل ہوا اور ایک بار میزبانی کا بھی۔ مرحوم سے میری ذاتی یادوں کا سلسلہ بہت پرانا ہے۔ جسے کسی آئندہ مضمون میں لکھا جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب اپنے علمی اور روحانی آثار کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اور جگمگاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علمی اور روحانی فیض کا سلسلہ قائم ودائم رکھے (آمین)

مولانا ضیاء الدین اصلاحیؒ

دینی اور علمی حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج وغم کے ساتھ سنی اور سنائی گئی کہ دارالمصنفین کے ناظم اور عالمی شہرت یافتہ ماہنامہ معارف کے مرتب (مدیر) جناب ضیاء الدین اصلاحیؒ ۲ فروری ۲۰۰۸ء کو ایک کار حادثے کے نتیجے میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ...

مولانا اصلاحیؒ ایک عالمی شہرت یافتہ اسکالر تھے۔ محفلوں کی جان تھے مرنجاں رنج انسان تھے، بلند پایہ محقق تھے۔ حدیثوں پر گہری نظر رکھتے تھے۔ قرآنی فکر کا غلبہ واستعلاء ان کا مطمع نظر تھا۔ قرآنی افکار پر مشتمل ان کا مجموعہ' مقالات "ایضاح القرآن" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اگست ۲۰۰۷ء کے معارف میں ناسخ ومنسوخ پر ایک مضمون شائع ہوا۔ جسمیں مقالہ نگار نے قدماء کے نظریے کا اثبات کیا تھا۔ مگر مضمون کے شروع میں اصلاحیؒ صاحب نے اس پر جو نوٹ لکھا۔ اس سے انکی فکری ونظری جہت کا اندازہ ہوا۔ ان کے شذرات، انکے بے پناہ مطالعہ کے غماز اور انکی فکری وسعتوں کے عکاس ہیں، انکی تحریروں سے انکی علمی عظمت جھلکتی ہے۔ معارف سے انکی وابستگی کی عمر ترپین سال بنتی ہے۔ کیونکہ ان کا پہلا مضمون فروری ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا تھا۔ مرتب (مدیر) کی حیثیت سے معارف کے سرورق پر ان کا نام چھپتا تھا۔ اب ان کے بعد محترم اشتیاق احمد ظلی اور جناب محمد الصدیق ندوی صاحبان کے نام شائع ہو رہے ہیں۔ اللہ انہیں مرحوم کا صحیح جانشین بنائے اور انکی علمی سربراہی میں معارف کو سدا بہار بنائے رکھے (آمین) یہاں یہ تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ سہ ماہی التفسیر کے پہلے شمارے پر مولانا مرحوم نے جو شذرہ لکھا تھا۔ وہ انکی طرف سے میرے لیئے بہت بڑا آنر (Honour) تھا (دیکھئے مئی ۲۰۰۵ء کا ماہنامہ معارف) مرحوم نے ۲۰۰۷ء میں راقم الحروف کے دو مضامین بھی شائع کیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، اور اپنے جوار رحمت میں جگہ رحمت فرمائے (آمین)

تبصرۂ کتب

علامہ محمد اعظم سعیدی

مہتمم جامعہ اسلامیہ کورے وال (ٹرسٹ)

نام کتاب	اللہ یا خدا
مصنف	ڈاکٹر ازھرازھری
سن اشاعت	ندارد
صفحات: ۳۶	قیمت: ۳۰
ناشر	مرکز تحقیقات اسلامی (مکمل پتہ درج نہیں)

زیر نظر مختصر تحقیقی کتابچہ کہ جس میں ڈاکٹر ازھرازھری نے مدلل طریقہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مختلف زبانوں میں جن اسماء سے پکارا جاتا ہے وہ بھی درست ہیں، یہ بحث کہ اللہ تعالیٰ کی جگہ لفظ خدا کا استعمال صحیح ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے مجلہ التفسیر میں چند ایک مضامین بطور غزل وجواب آں غزل شائع ہو چکے ہیں، میں اس کتابچہ کو بھی اسی کی کڑی سمجھتا ہوں، جس میں معترضین کے اشکالات کے مدلل جواب دیئے گئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ خدا زرتشتیوں کے بت کا نام ہے، مگر محقق نے ثابت کیا کہ زرتشتی کسی بت کی پوجا نہیں کرتے بلکہ وہ آگ کو اھورامزدا (AHURA.MAZDA) کا نور سمجھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ان کے ہاں سپریم گاڈ کا تصور موجود ہے اور اس سپریم گاڈ کو اھورامزدا کے نام سے پکارتے ہیں اور اسے دنیا، انسان بلکہ تمام اشیاء کا خالق یقین کرتے ہیں اور ان کے عقیدے میں اھورامزدا کی شکل میں توحید کی جھلک موجود ہے، نیز جس طرح مسلمان اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام گنواتے ہیں اسی طرح زرتشتی بھی اھورامزدا کے ۱۰۱ نام گنواتے ہیں، جن میں پہلے چار نام یزد، ہروسپ تواں، ہروسپ آگاہ، ہروسپ خدا ہیں، جن کے بالترتیب معنے ہیں لائق عبادت، سب سے طاقتور، ہر چیز کا جاننے اور سب کا مالک، جبکہ نمبر ۸۶، ۹۵ اور ۹۸ والے نام خداوند، دادار اور داور ہیں جن کے معنے پیدا کرنے والا، منصف، دوست، خدائے تعالیٰ ہیں یعنی زرتشتیوں کے معبود کا ذاتی نام اھورامزدا ہے اور وہی سپریم گاڈ ہے۔

مصنف نے اسی اسلوب میں سمیری تثلیث، آشوری، شامی اور رومن تثلیث، مصری اور ہندو تثلیث پر بھی مختصر مگر جامع گفتگو کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ جس طرح عربی گرامر میں اسم نکرہ کو اسم معرفہ میں بدلنے کے لیے شروع میں ال لگاتے ہیں اسی طرح انگریزی میں The لگا دیتے ہیں جیسے ہندوؤں